مہنگائی کا طوفان

برق و باراں

ڈاکٹر عمر فاروق احرار

لوگ کہتے ہیں تو سچ ہی کہتے ہیں کہ مہنگائی نے جینا مشکل کر دیا ہے، مگر لوگوں کی بات سنتا ہی کون ہے؟ بات سننے کے لیے وقت دینا پڑتا ہے اور جاہل عوام کو معلوم ہی نہیں کہ حکمرانوں کا ایک ایک سیکنڈ قیمتی ہوتا ہے۔ حکمرانی کرنا بھلا کوئی آسان کام ہے! رعایا تو ہر وقت توجہ چاہتی ہے۔ اگر سارا وقت عوام ہی کے لیے دینا ہے تو اِنتخابات میں کروڑوں روپے لگا کر کُرسی اقتدار تک پہنچنے کا انہیں کیا فائدہ۔ حکمرانوں کو اپنی پڑی ہے اور عوام ہیں کہ بس حکمرانوں کی ناک میں دم کیے ہوئے ہیں۔ اُن کا ایک شور ہے کہ ہر طرف سنائی دیتا ہے: ''مہنگائی نے مار دیا۔ مہنگائی نے مار دیا'' ارے بھئی! سُکھ کا سانس تو لینے دیں، بے چارے حکمرانوں کو۔ تمہیں مہنگائی کی پڑی ہے اور انہیں کمائی کی فکر ہے۔ ان کی جیبیں بھریں گی تو وہ دوسری طرف نظر کر سکیں گے۔ سنا نہیں تم نے کہ کسی نے چاند کی طرف اشارہ کر کے ایک بھوکے سے پوچھا تھا کہ بابا! یہ آسمان پر گول گول سا کیا چمک رہا ہے؟ تو بھوک سے نڈھال بابا جی نے جواب دیا تھا کہ ''مجھے تو آسمان پر گول گول سی روٹی ہی نظر آ رہی ہے۔'' بابا کی طرح حکمران جب تک دولت سمیٹ، سمیٹ کر ''اپنے پاؤں'' پر کھڑے نہیں ہو جاتے، تب تک مہنگائی کی پسی ہوئی عوام کو صبر سے کام لینا چاہیے کہ حکمرانوں کو بھوکے بابا کی طرح اقتدار میں آ کر عوام نہیں، بس دولت ہی دکھائی دیتی ہے اور انہیں صرف اپنے ہی پیٹ کی فکر لاحق ہو جاتی ہے کہ اسے بھرنا ہے تو کیسے بھرنا ہے؟ اسی لیے تو وہ عرصۂ اقتدار میں عوام کے مسائل سے بے خبر اور اُن کے احوال سے بے نیاز رہتے ہیں۔

اقتداریوں کی بھوک کب مٹا کرتی ہے! سٹیٹ بینک کی تازہ رپورٹ سرکاری کارکردگی کا قصہ یوں سنا رہی ہے کہ ''اگست 2016ء میں مہنگائی کی رفتار 6.3 فیصد رہی جو گزشتہ سال کے مقابلے میں دوگنی ہے۔ ماہرین کے مطابق شرح سود کم ہونے کے باوجود برآمدات اور دیگر شعبوں میں بہتری نہیں آئی۔ اجناس اور توانائی کی قیمتوں میں کمی کے باوجود مہنگائی کی شرح بڑھی ہے۔ سٹیٹ بینک نے وفاقی حکومت کی مالی اور معاشی حکمت عملیوں پر عدم اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے انہیں غیر تسلی بخش قرار دیا اور اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ مہنگائی پر قابو پانے کیلئے کوئی قابل ذکر ٹھوس اقدامات نہیں کئے گئے۔ جبکہ حکومتی فضول خرچیوں کیلئے قرضوں کا حجم 8 کھرب روپے تک بڑھا دیا گیا ہے۔'' ماضی کی حکومتوں کی لوٹ مار اور بدعنوانیوں سے کسے انکار ہے، مگر موجودہ حکومت اس لیے عوامی ناراضی کا باعث بن رہی ہے کہ عوام کو موجودہ

حکومت سے بہت ہی توقعات وابستہ تھیں، عوام اس خوش فہمی میں مبتلا تھے کہ میاں برادران چونکہ عوام کے متوسط طبقے سے اٹھ کر اقتدار کی انتہا تک پہنچے ہیں۔ اس لیے وہ عوام کی مشکلات ومصیبتوں کا خاطر خواہ احساس رکھتے ہیں اور وہ ان کے ازالے کے لیے انقلابی اقدامات اٹھا کر ان کی پریشانیوں کا سدباب کریں گے، لیکن ابھی تک کوئی ایسا مؤثر قدم نہیں اٹھایا گیا کہ جس سے عوام کے قلبِ پریشاں کی تسکین ہو سکے۔ لگتا ہے کہ مقتدر طبقے کو عوام کے احساسات کا ذرہ بھر احساس نہیں ہے۔ باور رہے کہ جب توقعات ٹوٹنے لگیں تو پھر اقتدار کے مضبوط پائے بھی ہلنے لگتے ہیں۔ کاش صاحبانِ اختیار! اس حقیقت کا ادراک کر لیں، کیونکہ مخلوقِ خدا کی مظلومیت تو عرشِ الٰہی کو بھی لرزا دیتی ہے۔

روزمرہ کی ضرورت کی اشیاء کی قیمتوں میں مسلسل اضافے اور کمر توڑ مہنگائی نے عوام کا جینا دوبھر کر دیا ہے۔ نرخوں میں مسلسل اضافے کی بدولت اس وقت عام آدمی کا سب سے بڑا مسئلہ مہنگائی ہے۔ آٹا، چینی، گھی، چاول، دودھ، دالیں، سبزیاں اور گوشت کے ساتھ ساتھ موجودہ دور میں بجلی، گیس، پٹرول اور ادویات بھی بنیادی انسانی ضروریات ہیں۔ جن کی ارزاں نرخوں پر دستیابی عوام کا بنیادی انسانی حق ہے۔ ہمارا اُوپری طبقہ ہر معاملے میں امریکہ اور یورپ کی نقالی کی حد تک پیروی کرنا ضروری سمجھتا ہے، لیکن اس طبقہ نے کیا کبھی یہ سوچنے کی زحمت بھی کی ہے کہ امریکہ اور یورپ میں اشیائے خورد ونوش پر حکومت نے کنٹرول کر رکھا ہے اور وہاں کی حکومتوں اور سپر مارکیٹ بزنسز کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ان چیزوں کی قیمت کم رہنی چاہیے، کیوں کہ یہ چیزیں ہر انسان کی بنیادی ضرورت ہیں۔ ان ممالک کے علاوہ متحدہ عرب امارات میں بھی کھانے پینے کی اشیاء کی قیمتیں مستحکم ہیں۔ وہاں بنیادی ضرورت کی اشیاء حکومتی کنٹرول کی وجہ سے برس ہا برس سے بڑھنے نہیں پاتیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں کے عوام اپنے حکمرانوں سے خوش ہیں، کیونکہ ان کو یہ بنیادی ضروریات بہ آسانی اور سستے داموں حاصل ہو جاتی ہیں۔ اس کے برعکس ہمارے ہاں خورد ونوش کی اشیاء کی قیمتوں پر کوئی نگرانی نہیں ہے۔ ہر دوکان میں اپنی مرضی کے نرخ وصول کیے جاتے ہیں۔ قوتِ خرید کی ابتری سے حالت یہاں تک آ پہنچی ہے کہ کچھ برس پہلے جو لوگ آٹا چینی، گھی، چاول، دال ہفتے یا مہینے کے لیے اکٹھا خریدا کرتے تھے، آج وہ روزانہ کے حساب سے خریدنے پر مجبور ہیں۔ ابھی تک یہ معلوم ہی نہیں پایا کہ گورنمنٹ کی رٹ کہاں پر قائم ہے۔ اگر یوٹیلیٹی سٹوروں پر سب سڈی دے کر چیزیں بازار سے نسبتاً سستے داموں مہیا کی جاسکتی ہیں تو آخر کیا امر مانع ہے کہ وہی اشیاء عام دکانوں یا بازاروں میں سستے نرخوں پر کیوں فراہم نہیں کی جاسکتیں۔ بے شک حکومت بازار میں بکنے والی اشیاء پر سب سڈی نہ دے، مگر وہ اتنا ہی کر دے کہ بڑی منڈیوں کو مکمل کنٹرول میں لے آئے اور ذخیرہ اندوزوں کی مکمل حوصلہ شکنی کرے تو یقین مانیں کہ روزمرہ کی ضرورت کی اشیاء ہر آدمی کی قوتِ خرید کے مطابق مل سکتی ہیں۔

آخری بات یہ ہے کہ مہنگائی کو کنٹرول کون کرے؟ اختیارات حکومت کے پاس ہیں تو مہنگائی پر حکومت ہی قابو پاسکتی ہے۔ کیا کوالٹی کنٹرول اور پرائس کنٹرول ادارے صرف بھتہ خوری یا رشوت خوری ہی کے لیے باقی رہ گئے ہیں اور ظالم منافع خور تاجروں اور سٹے باز دلالوں کو عوام کی رگوں میں بچ جانے والے چند خون کے قطروں کو بھی نچوڑ لینے کے لیے کھلا چھوڑ دیا گیا ہے۔ اے اربابِ اقتدار! اللہ کے غیظ وغضب سے ڈریے۔ وقت قریب ہے کہ جب آپ سے آپ کی رعایا کے بارے میں سوال ہوگا اور آپ سے کوئی جواب بن نہ پائے گا۔ اگر آپ مخلوقِ خدا کی خدمت عبادت سمجھ کر کریں گے تو دُکھی مخلوق کی پُرخلوص دعائیں بھی لیں گے اور اجر وثواب بھی آپ کا مقدر ہوگا۔ وگرنہ آخرت کی دائمی ذلت ونامرادی سے دامن چھڑایا نہ جائے گا۔ یاد رکھیے! کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد کیا کہ سات قسم کے خوش قسمت انسان، روزِ حشر، جب کوئی سایہ سوائے عرش الٰہی کے سائے کے، دستیاب نہ ہوگا، اُس سایۂ عرش میں جگہ پائیں گے۔ اُن میں پہلے نمبر پر عادل حکمران ہوگا۔ حکمرانوں کی نیک نیتی اور صاف دلی سے عوام پر رحمتِ الٰہی برستی ہے جو ملک میں سکون وطمانیت کی بادِ بہاری کے سندیسے اور اہل وطن کے لیے خوشحالی کے پیغام لاتی ہے۔ اللہ ہمارے اربابِ اختیار کو بھی قوم وملک کی فلاح وترقی کے لیے کچھ کر گزرنے کی توفیق عطاء کرے۔

خدا کرے کہ مری ارضِ پاک پر اُترے
وہ فصلِ گل، جسے اندیشۂ زوال نہ ہو
یہاں جو پھول کھلے، وہ کھلا رہے برسوں
یہاں خزاں کو گزرنے کی بھی مجال نہ ہو